Pakistan Islamicus

An International Journal of Islamic and Social Sciences

(Bi-Annual)

Trilingual: Urdu, Arabic, and English

pISSN: 2789-9365 eISSN: 2790-4911

https://pakistanislamicus.com/index.php/home

Published by:

Muslim Intellectuals Research Center

Multan-Pakistan

website: www.mircpk.net

Copyright Muslim Intellectuals Research Center

All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

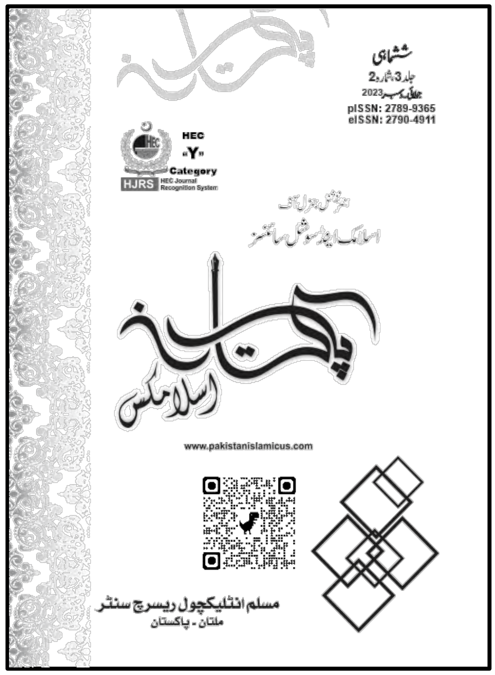

TOPIC

پاکستان کے سربراہِ مملکت کے آئینی اختیارات: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

CONSTITUTIONAL POWERS OF THE HEAD OF STATE OF PAKISTAN: AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

AUTHORS

Muhammad Jawad Qadir

MPhil Scholar

Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Punjab, Pakistan.

jqkhan513@gmail.com

Muhammad Abid Raza Mehdi

MPhil Scholar

Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Punjab, Pakistan.

abidraza1214.ar@gmail.com

How to Cite

Qadir, M. J., & Raza Mehdi, M. A. 2023.

پاکستان کے سربراہِ مملکت کے آئینی اختیارات: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

"CONSTITUTIONAL POWERS OF THE HEAD OF STATE OF PAKISTAN: AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS".

PAKISTAN ISLAMICUS (An International Journal of Islamic & Social Sciences) 3 (2): 31-56.

https://pakistanislamicus.com/index.php/home/article/view/81

پاکستان کے سربراہِ مملکت کے آئینی اختیارات: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

CONSTITUTIONAL POWERS OF THE HEAD OF STATE OF PAKISTAN: AN ANALYTICAL STUDY IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

Muhammad Jawad Qadir
MPhil Scholar
Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Punjab, Pakistan.
jqkhan513@gmail.com

Muhammad Abid Raza Mehdi
MPhil Scholar
Department of Islamic Studies, Bahauddin Zakariya University, Multan, Punjab, Pakistan.
abidraza1214.ar@gmail.com

Abstract

For any nation, the position of head of state is crucial. This is the head, which significantly impacts all national affairs. He is in charge of fostering national growth. According to all schools of thought, the head of state should conduct all affairs in conformity with the nation's constitution. The fundamental element for each is the power the Constitution and the law allow them. The country's parliament approves all of the powers given to the head of state. A majority of people in Pakistan are Muslims. According to the preamble of Pakistan's constitution, all laws must adhere to the Qur'an and Sunnah. However, we can see from history that many decisions were made illegally, violating the Constitution and the law. Therefore, it became imperative to bring all governmental authority in Islamic doctrine to light. This study compares the head of state's authority in Pakistan's Constitution to Islamic principles.

Keywords: Quran, Sunnah, Head of State, Constitution of Pakistan, Parliament, National affairs.

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو کہ زندگی کے تمام معاملات کے بارے میں مکمل و جامع راہنمائی فراہم کرتا ہے۔یہ معاملات چاہیے معاشی ہوں، معاشرتی و سیاسی ہوں یا ذاتی زندگی کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں، اسلام ان کے ہر ایک پہلو سے متعلق جامع تعلیمات دی ہیں اور بتایا ہے کہ کوئی بھی مسئلہ جو درپیش آئے اس کو اللہ کی مرضی کے مطابق کس طرح سے حل کیا جاسکتا ہے۔ان تمام معاملات کا بالواسطہ یا بلاواسطہ حکمرانوں کی طرف سے کیے جانے والے اقدامات سے گہرا تعلق ہے۔اگر حکمران اپنے فیصلے ملکی مفادات کے پیشِ نظر رکھ کر لے تو اس کے عوام کی زندگیوں پر نہایت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔اس کے لیے سب سے اہم چیز ملکی آئینی ہوتا ہے جو کہ تمام قوانین پر برتری رکھتا ہے اور کوئی بھی قانون کسی بھی

اسمبلی کی طرف سے آئینی روح کے خلاف نہیں بنایا جاسکتا ہے اور نہ ہی حکمران کو اس بات کی آزادی ہوتی ہے کہ وہ اس کے خلاف فیصلے لے۔ تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حکمران بھی آئین کے ماتحت فیصلہ لینے کا پابند ہے۔ اس لیے اس مقالہ میں "پاکستان کے سرابراہ مملکت" کے آئینی اختیارات کے حوالے سے اہم اور ضروری بحث اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کی جائے گی۔

آئین پاکستان میں سربراہ مملکت:

صدر پاکستان ملک کا سربراہ مملکت ہے جو کہ جمہوریہ کے اتحاد کی علامت اور اس کی نمائندگی کرتا ہے۔[1] اس کا انتخاب پارلیمنٹ (قومی اسمبلی وسینٹ) اور صوبائی اسمبلیوں کے اراکین پر مشتمل انتخابی ادارے کی طرف سے عمل میں لایا جاتا ہے۔[2]

صدر کے عہدے کی چند اہم شرائط:

(i) صدرِ پاکستان کی ملازمت میں کسی منفعت بخش عہدہ پر فائز نہیں ہو گا اور نہ کوئی دوسری حیثیت اختیار کرے گا جو خدمات کے صلہ میں معاوضہ کے حق کی حامل ہو۔

(ii) صدر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا کسی صوبائی اسمبلی کے رکن کے حیثیت سے انتخاب کیلئے امید وار نہیں ہو گا اور اگر مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) یا صوبائی اسمبلی کا کوئی رکن صدر کی حیثیت سے منتخب ہو جائے تو مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) میں یا جیسی بھی صورت ہو، صوبائی اسمبلی میں اس کی نشست اس دن خالی ہو جائے گی جس دن وہ اپنا عہدہ سنبھالے گا۔[3]

(iii) صدر مشورے وغیرہ پر عمل کرے گا جس کی شرائط مندرجہ ذیل ہیں۔

a. اپنے کارہائے منصبی کی انجام دہی میں صدر کابینہ یا وزیر اعظم کے مشورے پر اور ان کی مطابقت میں عمل کرے گا، مگر شرط یہ ہے کہ پندرہ دنوں کے اندر صدر کابینہ یا جیسی بھی صورت ہو، وزیر اعظم سے یا تو عام طور پر یا بصورت دیگر مذکورہ مشورہ پر دوبارہ غور کرنے کے لئے کہہ سکے گا اور صدر دس دنوں کے اندر مذکورہ دوبارہ غور کے بعد دیے گئے مشورے کے مطابق عمل کرے گا۔

---

[1]Constitution of the Islamic republic of Pakistan [As amended up to 31st May, 2018],Article 41, clause 1

[2]Ibid, Article 41, Clause 3

[3] Ibid , Article 43, Clause 1-2

b. مذکورہ بالا شق (a) میں شامل کسی امر کے باوجود، صدر کسی ایسے معاملے کی نسبت جس کے بارے میں دستور کی رو سے اسے ایسا کرنے کا اختیار دیا گیا ہو اپنی صوابدید پر عمل کرے گا اور کسی ایسی چیز کے جواز پر جو صدر نے اپنی صوابدید پر کی ہو کسی وجہ سے خواہ کچھ بھی ہو اعتراض نہیں کیا جائے گا۔

اس سوال کی کہ آیا کوئی، اور اگر ایسا ہے تو کیا، مشورہ کابینہ، وزیر اعظم، کسی وزیر یا وزیر مملکت نے صدر کو دیا تھا، کسی بھی عدالت، ٹربیونل یا دیگر ہیئت مجاز میں یا اس کی طرف سے تفتیش نہیں کی جائے گی۔[4]

پاکستان کے سربراہِ مملکت کے آئینی اختیارات اور اسلامی تعلیمات:

صدر کا آرڈیننس نافذ کرنے کا اختیار اور اسلام:

آئین پاکستان کے مطابق صدر اگر مطمئن ہو کہ ایسے حالات موجود ہیں کہ جن کی بنا پر فوری کاروائی ضروری ہوگئی ہے تو وہ حالات کے تقاضے اور ضرورت مطابق آرڈیننس وضع اور نافذ کر سکے گا۔ نافذ کردہ کوئی بھی آرڈیننس وہی قوت واثر رکھے گا جو پارلیمنٹ کے ایکٹ کا ہوتا ہے اور ویسی ہی پابندیوں کہ تابع ہو گا جو پارلیمنٹ کے اختیار قانون سازی پر عائد ہوتی ہیں۔ ایسے ہر آرڈیننس کو پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اس کے نافذ ہونے کی زیادہ سے زیادہ معیاد ایک سو بیس دن ہو گی، بشرطیہ کہ اسے کوئی ایوان مزید ایک سو بیس دن تک کے لیے توسیع نہ دے دے۔ اگر آرڈیننس کی نافذ شدہ پہلی ایک سو بیس دن کی مدت یا دوسری توسیع شدہ مدت یعنی ایک سو بیس دن کے اختتام سے پہلے اگر کوئی ایوان اس کی نامنظوری کی قرارداد پاس کر دے، تو مذکورہ قرارداد کے منظور ہو جانے پر منسوخ قرار پائے گا۔[5]

صدر کے مذکورہ بالا اختیار کے مطابق آرڈیننس ہنگامی حالات میں نافذ کردہ حکم ہے جو مذکورہ ہنگامی حالت کے مطابق ہو گا۔ اسلام میں ہنگامی حالت میں قانون سازی یا سربراہ ریاست کی طرف سے حکم جاری کرنے کا تصور ملتا ہے۔ ریاست کا سربراہ اگر یہ خیال کرتا ہے کہ ایسی صورت حال موجود ہے کہ جس کا فوری حل ضروری ہے، تو حالات کے پیش نظر حکم دے سکتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ اور ان کے اصحاب نے جب مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت

[4] Ibid, Article 48, Clause 1-2,4

[5] Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 89, Clause 1-3

فرمائی تو اس وقت بے سروسامانی کا عالم تھا، کیونکہ مکہ سے ہجرت کے وقت اصحابِ رسول ﷺ اپنا سب کچھ وہیں چھوڑ کر آئے تھے۔ اس لیے یہ ضروری تھا کہ فوری طور پر ان کے انتظام کا بندوبست کیا جائے۔ اس کے لیے حضرت محمد ﷺ نے مواخات مدینہ کے نام سے انصار و مہاجرین میں بھائی چارے کو قائم فرمایا۔[6] اسلام میں ایسے حکم پر وقت کی پابندی نہیں لگائی گئی ہے، جیسا کہ پاکستان کے آئین میں اس پر ایک سو بیس دن کی پابندی لگائی گئی ہے۔ اسلام کی رو سے ہنگامی طور پر نافذ کردہ حکم تب تک نافذ رہے گا جب تک ریاست کا سربراہ خود اس کو منسوخ نہ کر دے، جیسا کہ مواخات مدینہ کے قائم ہونے کے بعد جب جنگ بدر کا واقع پیش آیا تو حضرت محمد ﷺ نے اللہ کے حکم کے مطابق مواخات مدینہ کا وہ حکم منسوخ کر دیا جس کی رو سے مہاجرین و انصار موت کے بعد نسبتی قرابت داروں کی بجائے ایک دوسرے کے وارث بنائے گئے تھے۔[7] اس دلیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ریاست کا سربراہ حالات کے تقاضوں کے مطابق فوری حکم جاری کر سکتا ہے مگر یہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو۔

صدر کا پارلیمنٹ سے خطاب اور اسلامی تعلیمات:

آئین پاکستان کی رو صدر کسی ایک ایوان یا یکجا دونوں سے خطاب کر سکے گا اور اس غرض کے لیے ارکان کی حاضری کا حکم دے سکے گا۔ صدر کسی بھی ایوان کو، خواہ پارلیمنٹ میں اس وقت تک زیر غور کسی بل کی نسبت یا بصورت دیگر، پیغامات بھیج سکے گا اور ایوان جسے کوئی پیغام بایں طور پر بھیجا جائے جملہ مناسب مستعدی کے ساتھ کسی ایسے معاملے پر غور کرے گا جس پر غور کرنے کے لئے پیغام کے ذریعے حکم دیا گیا ہو۔ قومی اسمبلی کے لئے ہر عام انتخاب کے بعد پہلے اجلاس کے آغاز پر اور ہر سال کے پہلے اجلاس کے آغاز پر صدر یکجا دونوں ایوانوں سے خطاب کرے گا اور پارلیمنٹ کو اس کی طلبی کی وجوہات سے آگاہ کرے گا۔ کسی ایوان کے ضابطہ کار اور اس کی کاروائی کے انصرام کو منضبط کرنے کے لئے قوائد میں صدر کے خطاب میں درج معاملات پر بحث کرنے کے لیے وقت کا تعین کرنے کے لیے حکم وضع کیا جا سکے گا۔[8]

---

[6] مبارک پوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، المکتبہ السلفیہ لاہور، 2002ء، ص257-255

Mubarak Poori, Safi-ur-Rehman, Al-Rahiq ul Makhtum, Al Maktaba al salfiyah, 2002, pg. 255-257

[7] ایضاً، ص256

Ibid, p.g 256

[8] Constitution of the Islamic Republic of Pakistan ,Article 56, Clause 1-4

پارلیمنٹ سے خطاب کا تصور اسلامی تعلیمات میں ملتا ہے۔ ریاست کے سربراہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی اہم معاملے پر غور کے لیے یا رائے طلب کرنے کے لیے عام عوام یا امت کے اہل افراد کو کسی مخصوص جگہ پر حاضر ہونے کا حکم دے سکتا ہے تاکہ مذکورہ مسئلہ پر غور کے بعد اس کا فیصلہ کیا جاسکے۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت محمد ﷺ نے مہاجرین اور انصار کو جمع کرکے انہیں حالات سے آگاہ کیا اور مشورہ طلب کیا۔ پہلے مہاجرین نے حکم بجالانے کا عہد کیا۔ اس کے بعد انصار کی طرف سے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ:

"اے رسول ﷺ! ہم نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ اگر آپ دریا میں کودنے کو فرمائیں گے تو ہم اس میں بھی غوطہ لگائیں گے۔ آپ اللہ کے نام کے پر ہمارے ساتھ چلئے۔ ہم ساتھ چھوڑنے والوں میں سے نہیں۔"

حضرت محمد ﷺ یہ سن کر خوش ہو گئے اور یہ ارشاد فرمایا:

"تم لوگوں کو بشارت ہو، اللہ نے مجھ سے فتح و نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔"[9]

مذکورہ بالا مثال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ریاست کا سربراہ مشورہ طلبی کے لیے عام عوام یا امت کے خاص افراد مثلاً: مشیر و وزیر، کو حاضر ہونے کا حکم دے سکتا ہے، لیکن یہ لازم ہے کہ وہ ان کی طلبی کی وجوہات سے بھی آگاہ کرے تاکہ وہ بھی حالات کے تقاضوں کے مطابق رائے دے سکیں۔ سربراہ ریاست کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ جگہ کا بھی تعین کرے جہاں پر اکھٹا کرکے مشورہ طلب کرنا مقصود ہو۔ ظاہر ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے بھی غزوہ بدر کے موقع پر مشورہ طلبی کے لیے افرادِ امت کو کسی مخصوص جگہ پر ہی طلب کیا ہوگا، اور مشورہ طلبی کی یہ جگہ عام طور پر مسجد نبوی ہوتی تھی۔ سربراہ ریاست کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ وقت کا تعین بھی کرے کہ کس وقت سب نے جمع ہونا ہے۔ وقت کا تعین عرف عام کے تحت ہے کیونکہ ہر کام کا ایک وقت مقرر ہے۔ مثلاً: سکول کے بچوں کے سکول آنے کا ایک وقت مقرر ہے۔ اگر وقت ہی مقرر نہ ہو تو ان کو معلوم ہی نہیں ہوگا کہ سکول میں ان کی کلاسز کس وقت ہوں گی۔ مذکورہ مثال سے وقت کے تعین کی اہمیت بھی ثابت ہوتی ہے۔

---

[9] ابن خلدون، عبدالرحمٰن، تاریخ ابن خلدون، نفیس اکیڈمی کراچی، 2003ء، ج1، ص72

Ibn-a-Khaldun, Abdul Rahman, Tareek Ibn-a-Khaldun, Nafees Academy Karachi,2003,Vol.1, pg. 72

صدر کا حق باخبر رکھنا اور اسلامی نقطہ نظر:

آئین پاکستان کی رو سے وزیر اعظم کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ صدر کو معاملات داخلہ اور خارجہ پالیسی کے متعلق، وفاق کے امور کے انتظام اور قانون سازی کی تجویزوں سے متعلق اور کابینہ کے فیصلوں کے بارے میں اطلاع دے گا جو پارلیمنٹ کے ساتھ پیش ہوئے ہوں۔[10]

اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ سربراہ ریاست کو تمام معاملات سے باخبر رکھا جائے، کیونکہ یہ ریاست کا سربراہ ہی ہوتا جس نے ریاست کے مرکز کا انتظام سنبھالنا ہوتا ہے اور اسے درست خطوط پر چلانا ہوتا ہے۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ملتی ہے۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت محمد ﷺ جب 16 رمضان المبارک 2 ہجری کو 313 جانثاروں کے ساتھ نکلے، تو حضرت محمد ﷺ نے دو خبر رساں بسبس اور عدی آگے روانہ کر دیے کہ قریش کی نکل و حرکت کی خبر لائیں۔ جب حضرت محمد ﷺ 17 رمضان کو بدر کے قریب پہنچے، تو ان خبر رسانوں نے آکر خبر دی کہ قریش وادی کے دوسرے سرے تک پہنچ گئے ہیں۔ حضرت محمد ﷺ یہیں رک گئے اور فوجیں اتر پڑیں۔[11] اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے سربراہ ریاست کو تمام معاملات سے آگاہ رکھنا ضروری ہے، تاکہ وہ بوقت ضرورت فیصلہ لے سکے۔

بلوں کے لیے صدر کی منظوری اور اسلام:

آئین پاکستان کی رو سے جب کوئی بل منظوری کے لئے صدر کو پیش کیا جائے تو صدر دس دن کے اندر بل کی منظوری دے گا یا کسی ایسے بل کی صورت میں جو مالی بل نہ ہو کو اس پیغام کے ساتھ پارلیمنٹ میں واپس بھیج دے گا کہ بل پر یا اس کے کسی مصرحہ حکم پر دوبارہ غور کیا جائے گا اور پیغام میں مصرحہ کسی ترمیم پر غور کیا جائے گا۔ جب صدر پارلیمنٹ کو بل واپس بھجوائے تو اس کو پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں زیر غور لایا جاتا ہے اور اگر دوبارہ ترمیم کے بغیر یا ترمیم سمیت پاس ہو جائے پارلیمنٹ میں موجود ووٹنگ ممبرز کی اکثریت سے، تو یہ تصور کیا جائے گا کہ دونوں ایوانوں نے اسے آئین کے مقاصد کے لئے پاس کیا ہے اور اب صدر کی رضامندی کے لیے پیش کیا جاتا ہے اور اب اگر دس دنوں کے اندر رضامندی نہ دیں تو تصور کیا جائے گا کہ

[10] Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 46

[11] شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، مکتبہ اسلامیہ لاہور، 2012ء، ج 1، ص 225

Shibli Naumani, Syed Suleman Nadvi, Seerat-ul-Nabi, Maktaba Islamia Lahore, 2012, Vol 1, pg. 225

رضامندی دی جاچکی ہے۔ جب صدر کسی بل کی منظوری دے دے یا تصور کیا جائے کہ رضامندی دی جاچکی ہے تو وہ قانون بن جائے گا اور پارلیمنٹ کا ایکٹ کہلائے گا۔[12]

اسلام میں اس بات کا تصور ملتا ہے کہ کوئی بھی قانون نافذ کرنے سے پہلے سربراہ ریاست کی منظوری لازمی لی جائے، کیونکہ سربراہ ریاست ہی امور سلطنت کی نسبت ذمہ دار ہوتا ہے اور امن وامان اور ظلم و تشدد کی روک تھام بھی اس کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اس کی تائید ایک واقعہ سے ملتی ہے۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں، شام کے سفر میں حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ ان کے عامل ٹیکس وصول کرنے کے لیے غیر مسلم شہریوں کو دھوپ میں کھڑا کر کے سزا دے رہے تھے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے اس عامل کو منع فرماتے ہوئے، ان شہریوں کو چھوڑنے کا حکم دیا۔[13] اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عامل کا یہ طرز عمل حضرت عمرؓ کی مرضی یا منظوری سے نہیں تھا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی قانون نافذ بنانے یا نافذ کرنے سے پہلے سربراہ ریاست کی منظوری لازمی لی جائے، لیکن اس پر یہ پابندی نہیں لگائی جاسکتی ہے کہ وہ اتنے دن میں اس کی منظوری لازمی دے، جیسا کہ آئین پاکستان میں صدر پر یہ پابندی لگائی گئی ہے۔ البتہ سربراہ ریاست عاملین سلطنت کو ان کی جانب سے (عاملین سلطنت کی جانب سے) بنائے گئے یا نافذ کیے گئے قوانین پر غور کرنے کے لیے کہہ سکتا ہے۔ اس کے علاوہ آئین پاکستان میں سربراہ مملکت پر یہ پابندی بھی درست نہیں ہے کہ غور کے بعد اگر دس دن تک منظوری نہ دی جائے تو وہ منظور تصور کیا جائے گا، کیونکہ اس سے ایک تو سربراہ مملکت کا عہدہ کمزور ہو جاتا ہے، اور مزید یہ کہ لازمی نہیں کہ غور کے بعد دوبارہ منظوری کے لیے پیش کیے گئے قانون میں غلطی کا امکان نہ ہو۔ اس لیے یہ پابندی درست نہیں کیونکہ انسان کی جانب سے بنائے گئے قوانین کی بنیاد عقل پر ہوتی ہے، جو کہ اپنی تمام تر خوبیوں کے باوجود کاملیت کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتی ہے۔

جنگ و داخلی خلفشار کی بناء پر ہنگامی حالت کا اعلان اور اسلام:

آئین پاکستان کی رو سے اگر سربراہ مملکت مطمئن ہو کہ پاکستان یا اس کے کسی حصہ کو جنگ یا بیرونی جارحیت کی وجہ سے یا داخلی خلفشار کی بناء پر ایسا خطرہ در پیش ہے جس پر قابو پانا صوبائی حکومت کے اختیار سے باہر ہے تو وہ ہنگامی حالت کا اعلان کر سکے گا۔ اس کے لیے صوبائی اسمبلی کی قرارداد طلب کی

[12] Constitution of the Islamic Republic of Pakistan,Article 75, Clause1-3

[13] ڈاکٹر طاہر القادری، دہشت گردی اور فتنہ خوارج، منہاج القرآن پبلیکیشنز لاہور، 2010ء، ص216

Tahir ul Qadri, Dahshat Gardi aur Fitna Khawarij, Minhaj ul Quran Publications Lahore, 2010, pg. 216

جائے گی۔ اگر ایسا اعلان سربراہ مملکت ازخود کرے تو ہنگامی حالت کے نفاذ کے اس اعلان کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کیا جائے گا جو کہ اس اعلان کے دس دن کے اندر رہو گا،[14] اور پارلیمنٹ بذریعہ قانون سازی اسمبلی کی مدت کے دوران زیادہ سے زیادہ ایک سال کی توسیع دے سکے گی۔[15]

اسلام میں جنگ وداخلی خلفشار کی بناء پر ہنگامی صورت حال کے اعلان کا تصور ملتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب جنگ صفین کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں یہ معاہدہ طے پایا کہ دونوں گروہ اپنی سرگرمیاں اپنے اپنے علاقوں تک محدود رکھیں گے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ میں شامل چند افراد نے تحکیم کے مسئلہ پر اعتراض اُٹھایا اور نہروان میں جمع ہو گئے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں پر کفر کے فتوے لگانا شروع کر دیے اور اس دوران انہوں نے حضرت عبداللہ بن خباب رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ کو دیگر ساتھیوں سمیت شہید کر دیا۔ سلطنت میں اندرونی خلفشار اور خارجیوں کی اس سرکشی کی خبر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہوئی، تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کو نہروان کی جانب پیش قدمی کا حکم دیا۔ تمام خارجی اپنے عقیدے کے مضبوط تھے، اس لیے انہوں نے بلا کسی خوف وخطر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر نے دلیری سے ان کا مقابلہ کیا اور ایک ایک کر کے تمام خارجی مارے گئے، یہاں تک کہ صرف نو خارجی اپنی جانیں بچا کر بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔[16]

اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں میں جب خارجیوں کی وجہ سے سلطنت اندرونی خلفشار کا شکار ہو گئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوری فیصلہ کرتے ہوئے ان کے خلاف جنگ کا اعلان کیا۔ اس سے سربراہ ریاست کے اندرونی خلفشار کی بناء پر فیصلہ کرنے کا اختیار ثابت ہوتا ہے۔ اس سے یہ تو ثابت ہوتا کہ سربراہ ریاست اس اعلان سے پہلے مجلس شوریٰ یا اپنی سلطنت کے اہل افراد سے صلاح ومشورہ کر سکتا ہے، لیکن اس یہ ثابت نہیں کہ اس اعلان کے ساتھ یا اس کے بعد اس کی مدت کا تعین کیا جائے گا۔ بلکہ اس واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ اعلان اس وقت تک نافذ رہے گا جب تک ایسی صورتحال باقی رہے۔

[14] Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 232, Clause 1

[15] Ibid, Clause 6

[16] محمد حسیب، سیرت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، اکبر بک سیلرز لاہور، س-ن، ص119-117

Muhammad Haseeb, Seerat Ali ul Murtaza (R.A), Akbar Book Saler Lahore, n.d , pg. 117-119

مالی ہنگامی صورتحال میں اعلان جاری کرنے کا اختیار اور اسلام:

آئین پاکستان کی رو سے اگر صدر کو اطمینان ہو جائے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے جس سے پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی اقتصادی زندگی، مالی استحکام یا ساکھ کو خطرہ لاحق ہے تو وہ صوبوں کے گورنروں سے یا جیسی بھی صورت ہو، متعلقہ صوبے کے گورنر سے مشورے کے بعد اس سلسلے میں فرمان کے ذریعے اعلان کر سکے گا اور جب ایسا اعلان نافذ العمل ہو تو وفاق کا انتظامی اختیار کسی صوبے کو ایسی ہدایات دینے پر کہ وہ ان ہدایات میں متعین کردہ مالیاتی موزونیت کے اصولوں پر عمل کرے اور ایسی دیگر ہدایات دینے میں وسعت پذیر ہو گا جنہیں صدر پاکستان یا اس کے کسی حصہ کی اقتصادی زندگی، مالی استحکام یا ساکھ کے مفاد کی خاطر ضروری سمجھے۔ ایسی ہدایات میں ایسا حکم بھی شامل ہو سکے گا جس میں کسی صوبے کے امور کے سلسلہ میں ملازمت کرنے والے سب افراد یا ان کے کسی طبقے کی تنخواہ اور بھتہ جات میں تخفیف کا حکم دیا گیا ہو۔ جب اس آرٹیکل کے تحت جاری کردہ کوئی اعلان نافذ العمل ہو تو صدر وفاق کے امور کے سلسلہ میں ملازمت کرنے والے سب افراد یا ان کے کسی طبقہ کی تنخواہوں اور بھتہ جات میں تخفیف کے لیے ہدایات جاری کر سکے گا۔[17]

اسلام میں مالی وجوہات کی بناء پر ہنگامی صورت حال نافذ کرنے کا تصور ملتا ہے کہ اگر ایسی صورتحال پیدا ہو جائے کہ جس کی بناء پر اقتصادی بحران کی وجہ سے مملکت یہ اس کے کسی حصے کو خطرہ ہو تو ہنگامی صورتحال نافذ کی جا سکتی ہے۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ملتی ہے۔ جنگ موتہ کے بعد سے رومی سلطنت نے عرب پر حملہ کا ارادہ کر لیا تھا۔ شام کے نبطی سوداگر مدینہ میں روغن وزیتون بیچنے آیا کرتے تھے۔ انہوں نے خبر دی کہ رومیوں نے شام میں لشکر گراں جمع کر لیا ہے اور فوج کو سال بھر کی تنخواہ دے دی ہے۔ اس فوج میں لخم، جذام اور غسان کے تمام عرب شامل ہیں اور مقدمۃ الجیش بلقاء تک آگیا ہے۔ یہ خبریں تمام عرب میں پھیل گئیں اور قرائن اس قدر قوی تھے کہ غلط ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ اس بناء پر حضرت محمد ﷺ نے فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چونکہ ملک پر رومیوں کے حملہ کا اندیشہ تھا، اس لئے حضرت محمد ﷺ نے تمام قبائل عرب سے فوجیں اور مالی مدد طلب کی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دو سو اوقیہ چاندی اور دو سو اونٹ پیش کیے اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی بڑی بڑی رقمیں لا کر پیش کیں۔[18] اس واقعہ

[17] Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 235, clause 1-3

[18] شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، ج1، ص374-373

سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مالی ہنگامی صورتحال میں سربراہ ریاست کی جانب سے ہنگامی حالت کا اعلان کیا جاسکتا ہے۔ جس میں امداد طلبی اوراس جیسے دیگر اقدامات شامل ہیں۔ سربراہ ریاست کی طرف سے مالی ہنگامی صورتحال پر قابو پانے کے لیے افراد و عاملین سلطنت کی تنخواہوں ومراعات میں کمی کی جاسکتی ہے، مگر وہ اس میں اس حد تک کمی نہیں کرسکتا کہ جس سے ان کی زندگی کے امور متاثر ہوں۔

بنیادی حقوق وغیرہ کو معطل کرنے کا اختیار اور اسلام:

آئین پاکستان کے مطابق جس دوران ہنگامی حالت کا اعلان ہو صدر بذریعہ فرمان یہ اعلان کرسکے گا کہ آئین کی رو سے عطا کردہ بنیادی حقوق میں سے ان کے نفاذ کے لیے جن کی فرمان میں صراحت کردی جائے، کسی عدالت سے رجوع کرنے کا حق اور کسی عدالت میں کوئی کاروائی جو اس طرح مصرحہ حقوق میں سے کسی کے نفاذ کے لئے ہو یا جس میں ان حقوق میں سے کسی کی خلاف ورزی کے متعلق کسی سوال کا تعین مطلوب ہو، اس مدت کے لیے معطل رہے گی جس کے دوران مذکورہ اعلان نافذ العمل رہے اور ایسا کوئی فرمان پورے پاکستان یا اس کے کسی حصہ کے بارے میں صادر کیا جاسکے گا۔[19]

اسلام آئین پاکستان کی طرف سے دیے گئے ان حقوق کو تسلیم کرتا ہے۔ جہاں تک مخصوص حالات میں ان حقوق پر پابندی نافذ کرنے کی بات ہے، تو اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ کسی خاص حالت میں شہریوں کے تمام یا چند حقوق پر پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔ اس کی تائید ایک حدیث سے ملتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"الطاعون رجس ارسل على طائفة من بني إسرائيل او على من كان قبلكم فإذا سمعتم به بارض فلا تقدموا عليه وإذا وقع بارض و انتم بها فلا تخرجوا فرارا منه"[20]

Shibli Naumani, Syed Suleman Nadvi, Seerat-ul-Nabi, Vol 1, pg. 373-374

[19]Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 233, clause 2

[20]بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ ﷺ وسننہ وایامہ، مترجم: محمد داؤد، کتاب احادیث الانبیاء، باب ۔۔۔، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، 2004ء، ج5، ص21، حدیث نمبر 3473

Bukhari, Muhammad bin Ismail, Sahi Bukhari, Translator: Muhammad Dawood, Markazi Jamiat Ahail Hadees Hind, 2004, Vol 5. Pg. 21, Hadith no: 3473

طاعون ایک عذاب ہے جو پہلے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ ایک گزشتہ امت پر بھیجا گیا تھا۔ اس لیے جب کسی جگہ کے متعلق تم سنو (کہ وہاں طاعون پھیلا ہوا ہے) تو وہاں نہ جاؤ۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ یہ وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے مت نکلو۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام شہریوں کو نقل و حرکت کی مکمل آزادی دیتا ہے۔ لیکن اگر کسی جگہ پہ کوئی خطرہ موجود ہو، مثلاً: کوئی بیماری پھیل جائے جو چھونے سے پھیلتی ہو، تو ریاست کا سربراہ نقل و حرکت کے اس بنیادی حق پر پابندی لگا سکتا ہے یا اس کو محدود کر سکتا ہے۔ اس طرح اسلام میں بنیادی حقوق پر پابندی کا تصور ملتا ہے، مگر یہ پابندی کسی خاص حالت اور مجبوری کی بناء پر ہو۔

مسلح افواج کی کمان اور اسلامی تعلیمات:

آئین پاکستان کی رو سے مسلح افواج کی اعلیٰ کمان صدر مملکت کے پاس ہو گی۔ صدر کو قانون کے تابع یہ اختیار ہو گا کہ پاکستان کی بری، بحری اور فضائی افواج کے محفوظ دستے قائم کرے اور ان کی دیکھ بھال کرے۔ مذکورہ افواج میں کمیشن عطا کرے۔ صدر وزیر اعظم کے مشورے سے مندرجہ ذیل افسران تعینات کرے گا:

i. چیئرمین جوائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی

ii. چیف آف دی آرمی سٹاف (بری فوج کا چیف)

iii. چیف آف دی نیول سٹاف (بحری فوج کا چیف)

iv. چیف آف دی ائیر سٹاف (ہوائی فوج کا چیف)

اور ان کی تنخواہوں اور الاؤنسوں کا تعین کرے گا۔[21]

اسلام میں فوج کی کمان کے حوالے سے دو طریقہ کار ملتے ہیں:

---

[21]Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 243, clause 1-4

i. پہلا یہ کہ سربراہ ریاست خود کمان سنبھالے اور جنگ کا علم اپنے ہاتھ میں رکھتے ہوئے خود سپہ سالاری کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے جنگ میں حصہ لے۔ جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے غزوات کے موقع پر کیا۔ غزوہ احد میں جب فیصلہ ہوا کہ مسلمان شہر سے باہر نکل کر لڑیں گے تو حضرت محمد ﷺ نے سلاح جنگ اپنے جسم پر آراستہ فرمائی اور ایک ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ سے باہر جنگ کی خاطر تشریف لائے۔[22]

ii. دوسرا طریقہ یہ ہے کہ فوج کی کمان تو سربراہ ریاست کے پاس ہو مگر وہ کسی اور کو جنگ کا علم دے کر اسے سپہ سالار بنا کر میدان جنگ میں روانہ کرے۔ جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے سریہ ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کے موقع پر کیا۔ محرم چار ہجری میں طلحہ اور خویلد نے اپنے قبیلہ کو جو فید کے کوہستانی علاقہ قطن میں رہتا تھا، مدینہ پر حملہ کے لیے آمادہ کیا۔ حضرت محمد ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو پچاس مہاجرین اور انصار کے ساتھ روانہ اس طرف کیا۔ یہ خبر سن کر ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔[23]

پاکستان کے آئین میں فوج میں افسران کی تعیناتی کا یہ طریقہ کار مندرجہ بالا دوسرے طریقہ کار سے مطابقت رکھتا ہے۔ یعنی کے فوج کی کمان تو سربراہ ریاست کے پاس ہو، مگر وہ خود جنگ میں حصہ لینے کی بجائے کسی اور کو علم دے کر سپہ سالار بنا دے اور جنگ یا فوج کی ذمہ داری اسے سونپ دے۔

صدر کا معافی کا اختیار اور اسلامی تعلیمات:

آئین پاکستان کے مطابق صدر کو کسی عدالت، ٹریبونل یا دیگر ہیئت مجاز کی طرف سے دی ہوئی سزا کو معاف کرنے، ملتوی کرنے اور کچھ عرصے کے لیے روکنے اور اس میں تخفیف کرنے، اسے معطل یا تبدیل کرنے کا اختیار ہو گا۔[24]

---

[22] محمد بن اسحاق، عبد الملک بن ہشام، سیرت النبی ابن ہشام، مترجم: یسین علی حسنی، ادارہ اسلامیات لاہور، 1998ء، ص 83-82

Muhammad bin Ishaq, Abdul Malik bin Hasham, Seerat ul Nabi ibn Hasham, Translator: Yaseen Ali Hassani, Idara Islamiat Lahore, 1998, pg. 82-83

[23] شبلی نعمانی، سید سلیمان ندوی، سیرۃ النبی ﷺ، ج 1، ص 268

Shibli Naumani, Syed Suleman Nadvi, Seerat-ul-Nabi, Vol 1, pg. 268

[24] Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 45

صدر کا یہ اختیار اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی معاملہ عدالت میں آجائے تو پھر کسی حاکم یا منصف یعنی جج کو یہ اختیار نہیں ہوتا کہ وہ اس جرم کی سزا معاف کر دے۔ اس کی تائید ایک حدیث سے ملتی ہے۔

"عن صفوان بن امية :ان رجلا سرق بردة له , فرفعه إلى النبي صلى الله عليه وسلم فامر بقطعه، فقال: يا رسول الله , قد تجاوزت عنه، فقال:" ابا وهب , افلا كان قبل ان تاتينا به؟"، فقطعه رسول الله صلى الله عليه وسلم."[25]

صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کی چادر چرا لی، وہ اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، تو وہ بولے: اللہ کے رسول! میں نے اسے معاف کر دیا ہے، آپ نے فرمایا" :ابو وہب! تم نے اسے ہمارے پاس لانے سے پہلے ہی کیوں نہ معاف کر دیا؟ "چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب فیصلہ عدالت میں فیصلہ کے لیے آجائے تو اس کی معافی نہیں مل سکتی ہے۔ اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے پاکستان کے سربراہ مملکت کو حاصل یہ اختیار اسلام سے مطابقت نہیں رکھتا۔

پاکستان کے سربراہ مملکت کا اعزاز نوازنے کا اختیار اور اسلام:

آئین پاکستان کے مطابق کوئی شہری وفاقی حکومت کی منظوری کے بغیر کسی بیرونی ریاست سے کوئی خطاب، اعزاز یا اعزازی نشان قبول نہیں کرے گا۔ وفاقی حکومت یا کوئی صوبائی حکومت کسی شہری کو کوئی خطاب، اعزاز یا اعزازی نشان عطا نہیں کرے گی، لیکن صدر وفاقی قانون کے احکام کے مطابق شجاعت، مسلح افواج میں قابل تعریف خدمت، تعلیمی امتیاز یا کھیلوں یا نرسنگ کے میدان میں امتیاز کے اعتراف میں اعزازی نشان عطاء کر سکے گا۔[26]

---

[25] نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، مترجم: خورشید حسن، کتاب قطع السارق، باب الرجل یتجاوز للسارق عن سرقتہ بعد ان یاتی بہ الامام، مکتبہ العلم لاہور، س۔ن، ج3، ص426، حدیث نمبر 4885

Nasai, Ahmad bin Shoaib, Sunan Nasai, Translator: Khursheed Hassan, Maktaba Al ilm Lahore. n.d, Vol 3, pg. 426, Hadith no. 4885

[26]Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 259,clause 1-2

کسی بھی شہری کو امتیازی نشان یا خطاب سے نوازنے کا تصور اسلام میں ملتا ہے۔ ریاست کا سربراہ اگر کس شخص کی کسی خوبی کا اعتراف سرکاری طور پر کرنا چاہیے تو وہ اسے کسی لقب سے نواز سکتا ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے ملتی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

"میرے بعد فتنے ظاہر ہوں گے جب ایسا ہو تو علی بن ابی طالب کا ساتھ دو کیونکہ وہی حق و باطل کے درمیان جدائی کرنے والا ہو گا۔"[27]

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ریاست کا سربراہ اگر چاہیے تو کسی کو اس کی صفت یا کسی سماجی خدمت کی بنا پر لقب یا خطاب سے نواز سکتا ہے، جیسا کہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کی علم و حکمت کی بناء پر ان کو "فرقان" یعنی حق و باطل میں فرق کرنے والے کا لقب عطاء کیا۔

گورنر کا تقرر اور اسلام:

آئین پاکستان کے مطابق ہر صوبے کے لیے ایک گورنر مقرر کیا جاتا ہے جس کا تقرر صدر مملکت وزیر اعظم کے مشورے سے کرتا ہے۔ اس شخص کو گورنر مقرر نہیں کیا جائے گا جب تک وہ ممبر قومی اسمبلی بننے کی اہلیت نہ رکھتا ہو اور اس کی عمر 35 سال سے کم نہ ہو اور وہ صوبے کا باشندہ اور رجسٹرڈ ووٹر ہو۔ گورنر صدر کی خوشنودی حاصل رہنے تک اپنے عہدے پر فائز رہے گا۔ ان مشاہرے بھتوں اور مراعات کا مستحق ہو گا جو صدر متعین کرے گا۔ گورنر صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعے اپنے عہدے سے مستعفیٰ ہو سکے گا۔ صدر گورنر کے امور (کارہائے منصبی) کے لیے ایسے احکام جاری کرے گا جو وہ مناسب سمجھے۔[28]

کسی بھی مملکت کا نظام سربراہِ ریاست اکیلا نہیں چلا سکتا ہے۔ اس کے لیے اس کو مختلف علاقوں کا نظم ونسق کرنے کے لیے ہر علاقہ کا امیر (گورنر) مقرر کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اس کا اسلام میں اس کا جواز اس حدیث سے ملتا ہے۔

---

[27] علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، کتاب الفضائل من قسم الافعال وفیہ عشرۃ ابواب، باب فی فضائل الصحابۃ رضی اللہ عنہم اجمعین، دارالاشاعت اردو بازار کراچی، 2009ء، ج6 (حصہ 12-11)، ص289، حدیث نمبر 32961

Ali Mataqi bin Hassam ul din, Kanz ul amaal fee sunan Al Aqwal, Dar-ul-Ishat Urdu Bazar Karachi, 2009, Vol 6(Part 11-12), pg. 289, Hadith no: 32961

[28] Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 101, clause 1-5

"عَنْ مُعَاذٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ كَيْفَ تَصْنَعُ إِنْ عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ قَالَ أَقْضِي بِمَا فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي كِتَابِ اللَّهِ قَالَ فَبِسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجْتَهِدُ رَأْيِي لَا آلُو قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدْرِي ثُمَّ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا يُرْضِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"[29]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن کی طرف بھیجا تو ان سے پوچھا کہ اگر تمہارے پاس کوئی فیصلہ آیا تو تم اسے کیسے حل کرو گے؟ عرض کیا کہ کتاب اللہ کی روشنی میں اس کا فیصلہ کروں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اگر وہ مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ملے تو کیا کرو گے؟ عرض کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی روشنی میں فیصلہ کروں گا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اگر اس کا حکم میری سنت میں بھی نہ ملا تو کیا کرو گے؟ عرض کیا کہ پھر میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور اس میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کروں گا، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مار کر فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے پیغمبر کے قاصد کی اس چیز کی طرف رہنمائی فرمادی جو اس کے رسول کو پسند ہے۔

اس حدیث سے دو باتوں کا ثبوت ملتا ہے:

i. مملکت کے انتظام کی غرض سے کسی امیر (گورنر) کا تقرر کیا جاسکتا ہے۔

ii. مملکت کے انتظام کی غرض سے تعینات کردہ گورنر کے لیے فیصلہ کرتے وقت ماخذ قوانین کیا ہوں گے۔

[29] حنبل، احمد بن محمد، مسند امام احمد بن حنبل، مترجم: محمد ظفر اقبال، حدیث معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، مکتبہ رحمانیہ، س-ن، ج10، ص337، حدیث نمبر 22357

Hambal, Ahmad bin Muhammad, Masnad Imam Ahmad bin Hambal, Translator: Muhammad Zafar Iqbal, Maktaba Rehmania, n.d, Vol 10, pg. 337, Hadith no: 22357

جہاں تک گورنر کی تعیناتی کے لیے اہلیت کی شرائط کا تعلق ہے تو گورنر کی تعیناتی کے لیے وہی شرائط ہیں جو وزارت تفویض کے لیے ہیں[30] (ایسی وزارت کے جس میں امام کسی شخص کو وزیر بنا کر امور سلطنت کا انتظام اس کے ہاتھ میں دے دے اور خود اپنی رائے اور صوابدید سے ان امور کو انجام دے) اور ایسی وزارت کے لیے اہلیت کی شرائط وہی ہیں جو خود امام کی اہلیت کے لیے شرائط ہیں، سوائے نسب کے۔[31]

گورنر کی تعیناتی کے لیے اہلیت کی شرائط یہ ہیں:

i. مکمل طریقے پر راستبازی، انصاف پروری اور حق پر گامزن ہونے کی صلاحیت۔

ii. اسے اس قدر علم حاصل ہو کہ وہ احکام شریعت کو بخوبی سمجھتا ہو اور نت نئے پیش آنے والے معاملات وواقعات میں اپنے اجتہاد سے فیصلہ کر سکے۔

iii. ذہنی طور پر صحت مند ہو اور اس کے سارے حواس کام کرتے ہوں، بالخصوص سماعت، بصارت اور گویائی صحیح وسالم ہو اور حوادث کا ادراک کر سکے۔

iv. عقل وفراست موجود ہو تاکہ ملک کے سیاسی اور انتظامی امور کو چلا سکے۔

v. شجاعت وبہادری کے اوصاف موجود ہوں، تاکہ ملک کی حفاظت کر سکے اور دشمنوں سے جہاد کر سکے۔[32]

vi. جنگی اور ملکی معاملات سے بخوبی آگاہ ہو کیونکہ یہ کام اسے خود انجام دینے ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں دوسروں سے بھی اس قسم کی خدمات لے سکتا ہے۔[33]

پاکستان کہ آئین میں گورنر تقرری کے لیے عمر کی حد مقرر کی گئی ہے، لیکن اسلام میں گورنر کی تقرری کے لیے عمر کی شرط نہیں ملتی ہے، مگر یہ کہ وہ بالغ ضرور ہو کیونکہ نابالغ میں مندرجہ بالا شرائط ناقص ہوتی ہیں۔ اس طرح آئین پاکستان میں یہ شرط بھی ہے کہ گورنر اسی صوبے کا رہائشی ہو جہاں

---

[30] الماوردی، علی بن محمد، الاحکام السلطانیہ، مترجم: ساجد الرحمٰن صدیقی، مترجم: ساجد الرحمن صدیقی، اسلامک پبلیکیشنز پرائیوٹ لمیٹڈ لاہور، 1990ء ص 61

Al Mawardi, Ali bin Muhammad, Al Ahkam ul sultania, Translator: Sajid ur Rehman Saddique, Islamic publications Private limited Lahore, 1990, pg. 61

[31] ایضاً، ص I45 — Ibid, pg. 145

[32] ایضاً، ص 12-11 — Ibid, pg. 11-12

[33] ایضاً، ص 46 — Ibid, pg. 46

اسے بطور گورنر تعینات کیا جارہا ہے۔اس شرط کا بھی اسلام میں کوئی تصور نہیں ملتا۔اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت معاذ بن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنایا گیا تھا جبکہ ان کا تعلق مدینہ سے تھا۔[34]

صدر گورنر وغیرہ کا تحفظ اوراسلام:

آئین پاکستان کی روسے صدر، کوئی گورنر،وزیر اعظم ،کوئی وفاقی وزیر ،کوئی وزیر مملکت ،وزیر اعلیٰ اور کوئی صوبائی وزیر اپنے متعلقہ عہدے کے اختیارات استعمال کرنے اور ان کے کارہائے منصبی انجام دینے کی بناپر، یا کسی ایسے فعل کی بناء پر جو ان اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے اور کارہائے منصبی انجام دیتے ہوئے کئے گئے ہوں یا جن کا کیا جانا مترشح ہو، کسی عدالت کے سامنے جواب دہ نہیں ہوں گے مگر شرط یہ ہے کہ کسی امر سے کسی شخص کے وفاق یا صوبے کے خلاف مناسب قانونی کاروائیاں کرنے کے حق میں مانع ہونے کا مفہوم اخذ نہیں کیا جائے گا۔صدر یا کسی گورنر کے خلاف اس کے عہدے کی معیاد کے دوران کسی عدالت میں کوئی فوجداری مقدمات نہ قائم کئے جائیں گے اور نہ جاری رکھے جائیں گے۔صدر یا کسی گورنر کے عہدے کی معیاد کے دوران کسی عدالت کی طرف سے اس کی گرفتاری یا قید کے لیے کوئی حکم جاری نہیں ہو گا۔صدر یا کسی گورنر کے خلاف،خواہ اس کے عہدہ سنبھالنے سے پہلے یا بعد میں اس کی ذاتی حیثیت میں کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے سے متعلق،اس کے عہدے کی معیاد کے دوران کوئی دیوانی مقدمہ جس میں اس کے خلاف دادرسی چاہی گئی ہو، قائم نہیں کیا جائے گا، تاوقتیکہ مقدمہ قائم ہونے سے ساٹھ دن پیشتر اس کو تحریری نوٹس نہ دیا گیا ہو یا قانون کے ذریعے مقررہ طریقے کے مطابق نہ بھیجا گیا ہو جس میں مقدمہ کی نوعیت،کاروائی کی وجہ، اس فریق کا نام، کیفیت اور جائے رہائش جس کی جانب سے مقدمہ قائم ہونا ہے اور دادرسی جس کا دعویٰ وہ فریق کرتا ہے، درج ہو۔[35]

آئین پاکستان کے مذکورہ بالا آرٹیکل میں صدر کو جو آئینی تحفظ دیا گیا ہے یہ اسلامی تعلیمات سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔اس کی تائید مندرجہ ذیل واقعہ سے ملتی ہے۔

---

[34] http://library.ahnafmedia.com/130-faqeeh/year/sep/252-hazrat-maaz-bin-jabl-rzi-allah-hno,Accessed July 8th,2021

[35] Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 248,clause 1-4

''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی زرہ کھو گئی۔ آپ نے وہ زرہ ایک یہودی کے پاس دیکھی۔ آپ نے یہودی سے فرمایا: اے یہودی! یہ جو زرہ تمہارے پاس ہے، میری ہے، یہ فلاں روز مجھ سے کھو گئی تھی۔ یہودی کہنے لگا: میرے قبضے میں موجود زرہ کے بارے میں آپ کیسی بات کر رہے ہیں، اگر آپ میری زرہ پر اپنا دعویٰ کرتے ہیں تو اب یہی چارہ ہے کہ میرے اور آپ کے درمیان مسلمانوں کا قاضی فیصلہ کرے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور وہ یہودی، دونوں فیصلے کے لیے قاضی شریح کی عدالت میں پہنچے۔ جب قاضی شریح کی نگاہ امیر المؤمنین پر پڑی تو اپنی مجلس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بیٹھے رہیں۔ قاضی شریح بیٹھ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری زرہ کھو گئی تھی۔ میں نے اسے اس یہودی کے پاس دیکھا ہے۔ قاضی شریح نے یہودی سے پوچھا: تمہیں کچھ کہنا ہے؟ یہودی نے کہا: میری زرہ میرے قبضے میں ہے اور میری ملکیت ہے۔ قاضی شریح نے زرہ دیکھی اور یوں گویا ہوئے: اللہ کی قسم امیر المؤمنین! آپ کا دعویٰ بالکل سچ ہے، یہ آپ ہی کی زرہ ہے لیکن قانون کے مطابق آپ کے لیے گواہ پیش کرنا واجب ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بطور گواہ اپنے غلام قنبر کو پیش کیا۔ اس نے آپ کے حق میں گواہی دی۔ پھر حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو عدالت میں پیش کیا۔ ان دونوں نے بھی آپ کے حق میں گواہی دی۔ قاضی شریح نے کہا: آپ کے غلام کی گواہی تو میں قبول کرتا ہوں لیکن ایک گواہ مزید درکار ہے اور آپ کے ان دونوں صاحبزادوں میں سے کسی کی گواہی قبول نہیں کر سکتا۔[36]

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پیش کی:

"ان الحسن والحسین سیداشباب اھل الجنة۔"[37]

حسن اور حسین نوجوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔

---

[36] مجاہد، عبد المالک، سنہری فیصلے، دار السلام لاہور، 1428ھ، ص 26-25

Mujahid, Abdul Malik, Sonehri Faisly, Dar ul Islam Lahore, 1428 AH, pg. 25-26

[37] ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، مترجم: محمد قاسم امین، کتاب السنتہ، باب ایمان (فضائل حضرت علی رضی اللہ عنہ)، مکتبہ العلم لاہور، س-ن، ج 1، ص 73، حدیث نمبر 118

Ibn-a-Maja, Muhammad bin Yazeed, Sunan Ibn-a-Maja, Translator: Muhammad Qasim Ameen, Maktaba Al ilmia, Lahore, n.d, Vol.1, pg.73,Hadith no:118

قاضی شریح نے کہا: اللہ کی قسم! یہ بالکل حق ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: پھر آپ نوجوانان اہل جنت کے سرداروں کی گواہی کیوں قبول نہیں کریں گے؟ قاضی شریح نے کہا: یہ دونوں آپ کے صاحبزادے ہیں اور باپ کے حق میں بیٹے کی گواہی مقبول نہیں۔ یہ کہہ کر قاضی شریح نے حضرت علیؓ کے خلاف یہودی کے حق میں فیصلہ سنادیا اور زرہ یہودی کے حوالے کر دی۔"[38]

مندرجہ بالا واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ریاست کے سربراہ کے خلاف کوئی کیس عدالت میں آئے تو اس کو عدالت میں طلب کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر نظائر و ثبوت اس کے خلاف ہوں تو اس کے خلاف فیصلہ بھی دیا جاسکتا ہے۔ اگر معاملہ سنگین نوعیت کا ہو تو اسے گرفتار بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس سے یہ ثابت ہو تا کہ آئین پاکستان میں سربراہ ریاست کو حاصل مذکورہ بالا تحفظ اسلامی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔ البتہ جہاں تک سربراہ ریاست کو اس کے خلاف دائر کردہ کیس میں مدعی، مقدمہ اور دعویٰ کی نوعیت کی اطلاع دینے کا تعلق ہے، تو آئین پاکستان کی یہ شق اسلام کے مطابق ہے کیونکہ یہ انسان کے بنیادی حقوق میں سے ہے کہ انسان کو ہر وہ معلومات فراہم کی جائیں جو کسی مطلوبہ کیس یا حالت میں اس کے لیے ضروری ہوں۔

عدالتوں میں ججوں کا تقرر اور اسلام:

1. عدالت عظمیٰ:

عدالت عظمیٰ ایک چیف جسٹس پر جسے چیف جسٹس پاکستان کہا جائے گا اور اتنے دیگر ججوں پر مشتمل ہو گی جن کی تعداد پارلیمنٹ کے ایکٹ کے ذریعے متعین کی جائے، یا اس طرح متعین ہونے تک، جو صدر مقرر کرے۔[39] چیف جسٹس پاکستان کا تقرر اور دیگر ججوں میں سے ہر ایک کا تقرر صدر پاکستان کریں گے۔ کوئی شخص عدالت عظمی کا جج مقرر نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ وہ پاکستان کا شہری نہ ہو اور:

---

[38] مجاہد، عبدالمالک، سنہری فیصلے، ص26 Mujahid, Abdul Malik, Sonehri Faisly,pg.26

[39] Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 176

i. کم از کم پانچ سال تک یا مختلف اوقات میں اتنی مدت تک جو مجموعی طور پر پانچ سال سے کم نہ ہو کسی عدالت عالیہ کا جج نہ رہا ہو یا

ii. کم از کم پندرہ سال تک یا مختلف اوقات میں اتنی مدت تک جو مجموعی طور پر پندرہ سال سے کم نہ ہو کسی عدالت عالیہ کا ایڈووکیٹ نہ رہا ہو۔[40]

2. عدالت عالیہ:

عدالت عالیہ ایک چیف جسٹس اور اتنے دیگر ججوں پر مشتمل ہو گی جن کی تعداد قانون کے ذریعے متعین کی جائے یا اس طرح متعین ہونے تک جو صدر مقرر کرے۔[41] عدالت عالیہ کے چیف جسٹس اور کسی جج کا تقرر صدر کرے گا۔ کوئی شخص کسی عدالت عالیہ کا جج مقرر نہیں کیا جائے گا تاوقتیکہ وہ پاکستان کا شہری نہ ہو اور کم از کم اس کی عمر 45 سال سے کم نہ ہو اور کم از کم دس سال تک یا مختلف اوقات میں اتنی مدت تک جو مجموعی طور پر دس سال سے کم نہ ہو، کسی عدالت عالیہ کا ایڈووکیٹ رہا ہو یا وہ کسی ایسی سول ملازمت جو اس غرض کے لیے قانون کی رو سے متعین کی گئی ہو، رکن نہ رہا، اور کم از کم دس سال کی مدت تک رکن نہ رہا ہو، اور کم از کم تین سال کی مدت تک پاکستان میں ضلع جج کی حیثیت سے خدمات انجام دے چکا ہو یا اس کے کارہائے منصبی انجام دے چکا ہو۔ کم از کم دس سال کی مدت تک پاکستان میں کسی عدالتی عہدہ پر فائز رہ چکا ہو۔ ضلعی جج سے مراد اعلیٰ دیوانی عدالت کا جج ہے۔ آئین کی پانچویں ترمیم کی رو سے چار سال تک عدالت عالیہ کا چیف جسٹس اپنے فرائض منصبی انجام دے سکتا ہے۔[42]

3. وفاقی شرعی عدالت:

ایک عدالت جس کو وفاقی شرعی عدالت کہا جائے گا تشکیل دی جائے گی۔ عدالت زیادہ سے زیادہ آٹھ مسلم ججوں بشمول چیف جسٹس پر مشتمل ہو گی جن کا تقرر صدر کی جانب سے کیا جائے گا۔ چیف جسٹس ایک ایسا شخص ہو گا جو عدالت عظمیٰ کا جج ہو یا رہ چکا ہو یا اس کا جج ہونے کا اہل ہو یا جو عدالت عالیہ کا ایک مستقل جج ہو یا رہ چکا ہو۔ ججوں میں سے زیادہ سے زیادہ چار اشخاص ایسے ہوں گے جن میں سے ہر ایک عدالت عالیہ کا جج ہو یا رہ چکا ہو یا اس کا جج ہونے کا اہل ہو اور زیادہ سے زیادہ تین علماء ہوں گے جو اسلامی قانون، تحقیق یا تدریس میں کم از کم پندرہ سال کا تجربہ رکھتے ہوں۔[43] عدالت یا تو خود

---

[40] Ibid, Article 177, Clause 1-2

[41] Ibid, Article 192, clause 1

[42] Ibid, Article 193,clause 1-3

[43] Ibid, Article 203C,clause 1-3A

اپنی تحریک پر یا پاکستان کے کسی شہری یا وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کی درخواست پر اس سوال کا جائزہ لے سکے گی اور فیصلہ کر سکے گی کہ آیا کوئی قانون یا قانون کا کوئی حکم ان اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں جس طرح کے قرآن پاک اور حضرت محمد ﷺ کی سنت میں ان کا تعین کیا گیا ہے جن کا حوالہ بعد ازیں اسلامی احکام کے طور پر دیا گیا ہے۔[44]

4۔ پاکستان کا عدالتی نظام اور اسلامی تعلیمات:

اسلام میں عدل وانصاف کی خاطر عدالتی نظام کے قیام کا تصور ملتا ہے تاکہ لوگوں کو انصاف کی فراہمی یقینی بنائی جائے اور ان پر ہونے والے ظلم کو روکنے میں بھی مدد مل سکے۔ان کو چلانے کے لیے جج(قاضی)کی تعیناتی بھی ہمیں اسلامی تاریخ میں نظر آتی ہے۔اسلام میں عدالتی نظام کو چلانے والے کے لیے قاضی(وہ شخص جو منصف کے عہدے پر فائز ہو)کی اصطلاح ملتی ہے۔اس کا باقاعدہ نظام حضرت عمرؓ کے دور میں قائم ہوا۔ان کے دور میں قاضیوں کا باقاعدہ تقرر کیا جاتا تھا۔[45]اسلام میں مرکزی دار لحکومت میں قاضی کے تقرر کے علاوہ صوبوں کے مرکز و شہروں بھی قاضیوں کے تقرر کی تاریخ ملتی ہے۔جیسا کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں ہوتا تھا۔الفاروق میں درج ہے کہ:

> "قضاۃ کے انتخاب میں جو احتیاط برتی گئی اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں کا انتخاب کیا گیا وہ اس حشیت سے تمام عرب میں منتخب تھے۔پائے تخت یعنی مدینہ منورہ کے قاضی زید بن ثابتؓ تھے۔کعب بن سورالازدی بصرہ کے قاضی تھے۔فلسطین کے قاضی عباد بن الصامت تھے۔"[46]

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرکز، صوبوں اور شہروں میں الگ الگ قاضیوں کا تقرر کیا جاسکتا ہے کہ امور سلطنت کو چلانے میں آسانی ہو سکے۔جہاں تک قاضیوں کی اہلیت کی شرائط کا تعلق ہے۔اسلام میں مرکز، صوبوں اور شہروں میں قاضیوں کی تعیناتی کے لیے علیحدہ علیحدہ شرائط کا تصور نہیں

---

[44] Ibid,Article 203D,Clause 1

[45] انور حسن صدیقی، حکمرانوں کے لیے ایک روشن مینار: حضرت عمر فاروقؓ کا عہد زریں

Anwar Hassan Saddique, Hukmarano ky ley Roshni ka minar: Hazrat Umar Fariooq ka ahad zareen https://www.pat.com.pk/urdu/Articles/page/6, Accessed July 8th,2021

[46] شبلی نعمانی، الفاروق، دارالاشاعت کراچی، 1991ء، ص216

Shibli Naumani, Al- Farooq, Dar ul ishat Karachi, 1991, pg. 216

ملتا ہے۔ قاضی چاہیے مرکزی دارلحکومت میں تعینات ہو یا صوبوں اور شہروں میں تعینات میں ہو، سب کے لیے اہلیت کی شرائط ایک جیسی ہیں۔ اسلام نے قاضی کی اہلیت کے لیے جو شرائط بیان کی ہیں، مندرجہ ذیل ہیں:

i. مسلمانوں کے امور کا فیصلہ کرنے کے لئے قاضی کا مسلمان ہونا ضروری ہے۔ البتہ غیر مسلموں کے مقدمات کا فیصلہ غیر مسلم کر سکتا ہے۔

ii. مجنون، پاگل، دیوانہ اور بچے قاضی بننے کی اہلیت نہیں رکھتے ہیں۔

iii. اشیاء کے ادراک کے لئے حواس کا ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کے بغیر کامل ادراک حاصل نہیں ہوتا ہے۔ زبان، کان، آنکھ اور دیگر اعضاء کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

iv. شرعی احکام کا علم رکھتا ہو۔

v. قاضی کا عادل ہونا ضروری ہے۔ عدالت سے مراد قاضی کا سچ بولنا، امین ہونا، گناہ کبیرہ سے بچنا، خوشی اور غصہ میں عقل پر قابو اور شک سے دور بھاگنا ہے۔

vi. عورت کے تقرر سے متعلق فقہا مالکیہ، شافیعہ اور حنابلہ کا کہنا ہے عورت قاضی نہیں بن سکتی۔ حنفی فقہا کا مؤقف ہے کہ جن احکام میں عورت کی شہادت قبول کی جا سکتی ہے، ان امور میں عورت قاضی بھی بن سکتی ہے

vii. جمہور علمائے مالکیہ، شافیعہ، حنابلہ اور بعض احناف کا مؤقف ہے کہ قاضی کے لیے مجتہد ہونا ضروری ہے، لیکن بعض احناف کا مؤقف ہے کہ اجتہاد قاضی کے لیے شرط نہیں ہے۔[47]

ان شرائط سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں اس طرح کی شرائط کہ جج مقرر ہونے سے فلاں شخص کسی نچلی عدالت میں کام کر چکا ہو، اسلام میں اس طرح کی شرط کا کوئی تصور نہیں ملتا ہے۔ کوئی شخص جو پہلے کسی عدالت میں بطور منصف کام نہ کر چکا ہو، براہ راست بڑی سے بڑی عدالت میں بھی قاضی

---

[47] محمد اسحاق، محمد ہمایوں، جج کے تقرر سے متعلق قواعد فقہیہ کا پاکستانی قوانین سے تطبیق کا جائزہ، التفسیر، مجلس التفسیر کراچی، شمارہ 36، ج14، 2020ء، ص219-217

Muhammad Ishaq Muhammad Humaiyun, A review of the application of jurisprudence rules related to the appointment of judges to Pakistani laws, Al-Tafseer, Majlis Al-Tafseer Karachi, Vol 36, Issue no 14, 2020, pg. 217-219

(منصف) تعینات ہو سکتا ہے، بشرطیہ کہ وہ ان شرائط پر پورا اترتا ہو، جو کہ مذکورہ بالا بیان کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ آئین پاکستان اور اسلام میں قاضی کے تقرر کی متفقہ شرائط میں سے دو شرائط کے علاوہ باقی سب پر اتفاق ہے۔ مختلف فیہ شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ کیا قاضی کا ہر حال میں مسلمان ہونا لازم ہے یا نہیں؟ قضاء کے احکام سے متعلق جن علماء و اہلِ علم نے بھی قلم اُٹھایا ہے وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ قاضی صرف اور صرف مسلمان شخص کو ہونا چاہیے، جبکہ پاکستانی قوانین کی رو سے کوئی بھی شخص قاضی بن سکتا ہے جیسا کہ جسٹس رانا بھگوان داس پاکستان کے سابق چیف جسٹس بھی رہے۔ اسی طرح تمام علماء نے قاضی کے تقرر کے لیے یہ لازمی قرار دیا ہے کہ وہ شریعت کے احکامات کا علم رکھتا ہو۔ پاکستانی قوانین کی رو سے ججز کی کم سے کم تعلیمی حیثیت ایل-ایل-بی ہے۔ اس طرح کی کسی ڈگری کا تصور تاریخ اسلام میں نہیں ملتا ہے۔ یہ کام نہ تو کسی سیرت کی کتاب میں ملتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے قاضی کا تقرر کسی خاص تعلیمی سند کی بناء پر کیا ہو یا خلفاء راشدین میں سے کسی نے ایسا کیا ہو۔ بلکہ سب نے شرعی احکام کا علم رکھنے والوں کو قاضی یعنی جج مقرر کیا۔ جہاں تک قوانین کے اسلامی ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کے لیے شرعی عدالت اور دیگر مقدمات کا فیصلہ کرنے کے لیے عام عدالتوں کے قیام کا تعلق ہے، تو آئین پاکستان کا یہ عدالتی ڈھانچہ اسلامی نظام عدل سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ اسلام میں عام عدالتوں اور شرعی عدالتوں کے فرق کا کوئی تصور نہیں ملتا ہے۔ اسلام میں قاضی چونکہ شرعی علم میں ماہر ہونے کی بناء پر ہی تعینات ہوتا ہے۔ اس لیے اسلام میں عام عدالتیں ہی درحقیقت شرعی عدالتیں ہیں۔

مشترکہ مفادات کونسل کی تشکیل اور اسلام:

مشترکہ مفادات کی ایک کونسل ہو گی جس کا تقرر صدر کرے گا۔ کونسل کے ارکان حسب ذیل ہوں گے:

i. وزیر اعظم جو کونسل کے چیئرمین ہوں گے۔

ii. صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور

iii. تین وفاقی حکومت کے ارکان جنہیں وقتاً فوقتاً وزیر اعظم نامزد کرے گا۔

کونسل پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہو گی اور اپنی سالانہ رپورٹیں پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں کو بھیجنے کی پابند ہے۔[48]

[48]Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, Article 153, clause 1-4

مشترکہ مفادات کونسل سے مراد ایسی کونسل ہے کہ جس میں مملکت کا سربراہ اور تمام عمال بشمول تمام صوبوں کے گورنر شامل ہوں اور وہ مملکت کے امور مشترکہ طور پر زیر بحث لائیں۔ اسلام میں اس طرح کی کونسل کا تصور ملتا ہے۔ اس کی تائید حضرت عمرؓ کے بطور خلیفہ اس طرز عمل سے ملتی ہے۔ حضرت عمرؓ کے دور حکومت میں تمام عمال سلطنت کو یہ حکم ہوتا تھا کہ ہر سال حج کے زمانے میں حاضر ہوں۔ حج کی تقریب سے پہلے تمام اطراف کے لوگ موجود ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ کھڑے ہو کر اعلانیہ کہتے تھے جس کسی کو کسی عامل سے کوئی شکایت ہو تو پیش کرے۔ ذرا ذرا سی شکایتیں پیش ہوتی تھیں اور تحقیقات کر کے ان کا تدراک کیا جاتا تھا۔[49] حضرت عمرؓ کے اس طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے جب تمام عمال سلطنت اکھٹے ہوتے ہوں گے، تو یقیناً ان میں سلطنت کے امور مشترکہ طور پر بھی زیر بحث آتے ہوں گے۔ اس طرح اس میں مشترکہ مفادات کی کونسل کا جواز ملتا ہے۔ لیکن اسلام میں ارکان کی تقرری کی کوئی خاص شرط نہیں ہے، جیسا کہ آئین پاکستان میں اس قسم کی شرط لگائی گئی ہے۔ اسلام کے نزدیک اس طرح کی کونسل میں تمام عمال سلطنت شامل ہیں، جیسا کے حضرت عمرؓ کے طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے۔

اسلامی نظریاتی کونسل کی تشکیل اور اسلام:

(نئی اسمبلی کے) یوم آغاز سے نوے دن کی مدت کے اندر اسلامی نظریاتی کونسل تشکیل کی جائے گی۔ اسلامی کونسل کم از کم آٹھ اور زیادہ سے زیادہ بیس ایسے ارکان پر مشتمل ہو گی جس طرح کے صدر ان اشخاص میں سے مقرر کرے، جنہیں اسلام کے اصولوں اور فلسفے کا جس طرح قرآن پاک اور سنت حضرت محمد ﷺ میں ان کا تعین کیا گیا ہے علم ہو یا پاکستان کے اقتصادی، سیاسی، قانونی اور انتظامی مسائل کا فہم وادراک ہو۔ اسلامی نظریاتی کونسل کے ارکان مقرر کرتے وقت ان امور کو مد نظر رکھا جائے گا کہ:

(i) جہاں تک قابل عمل ہو کونسل میں مختلف مکاتب فکر کو نمائندگی حاصل ہو۔

(ii) کم از کم دو ارکان ایسے اشخاص ہوں جن میں سے ہر ایک عدالت عظمیٰ یا کسی عدالت عالیہ کا جج ہو یا رہا ہو۔

(iii) کم از کم ایک تہائی ارکان ایسے ہوں جن میں سے ہر ایک کم سے کم پندرہ سال کی مدت سے اسلامی تحقیق و تدریس کے کام سے وابستہ ہو۔

(iv) کم از کم ایک رکن خاتون ہو۔

---

[49] شبلی نعمانی، الفاروق، ص192

Shibli Naumani, Al- Farooq, pg. 192

(v) صدر اسلامی کونسل کے ارکان میں سے ایک کو اس کا چیئرمین مقرر کرے گا۔

(vi) اسلامی کونسل کا کوئی رکن تین سال کی مدت کے لیے اپنے عہدے پر فائز رہے گا۔

(vii) کونسل کا کوئی رکن کے صدر کے نام اپنی دستخطی تحریر کے ذریعے اپنے عہدے سے مستعفیٰ ہو سکے گا، یا اگر اسلامی کونسل کے کل ارکان کی اکثریت سے ایک قرارداد کونسل کے کسی رکن کی برطرفی سے متعلق منظور ہو جائے تو صدر اس رکن کو برطرف کر سکے گا۔[50]

صدر یا کسی صوبے کا گورنر اگر چاہے، یا کسی ایوان یا کسی صوبائی کی کل رکنیت کا 5/2 حصہ یہ مطالبہ کرے، تو کسی سوال پر اسلامی کونسل سے مشورہ کیا جائے گا کہ آیا کوئی مجوزہ قانون اسلامی احکام کے منافی ہے یا نہیں۔[51]

اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام کا بنیادی مقصد پارلیمنٹ، صوبائی اسمبلیوں، صدر و گورنر وغیرہ کو قوانین اسلامی طرز پر ڈھالنے میں مدد دینا ہے۔ اسلام نے قوانین بنانے لیے مشاورت کا اصول طے کیا ہے۔ اس کے لیے طریقہ کار کا واضح حکم قرآن و سنت میں ہمیں نہیں ملتا۔ اس میں کوئی بھی ایسا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے، جو اسلامی تعلیمات کے منافی نہ ہو۔ ایک طریقہ تو یہ ہو سکتا ہے کہ پارلیمنٹ کے ممبران خود اتنے اہل ہوں کہ نفاذ شدہ قوانین پر اسلامی نقطہ نظر سے غور و فکر اور صلاح و مشورہ کر سکیں۔ دوسرا طریقہ کار یہ ہو سکتا ہے کہ پارلیمنٹ کے ممبران تو اتنے اہل نہ ہوں، مگر حکومت قوانین پر اسلامی نقطہ نظر سے مشاورت و غور فکر کے لیے ایک مجلس یا ادارہ تشکیل دے، جو مجوزہ قوانین پر غور و فکر کر کے ان پر اپنی رائے سے حکومت کو آگاہ کرے، پھر حکومت ان آراء کی روشنی میں قانون سازی کرے۔

جہاں تک پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام کا تعلق ہے، تو مشاورت کا یہ طریقہ کار مذکورہ بالا دوسرے طریقہ کار سے مماثلت رکھتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا قیام اسلامی تعلیمات سے متصادم نہیں ہے۔ لیکن اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پاکستان کے آئین میں پارلیمنٹ کے ممبران کی اہلیت کی شرائط اس درجے کی نہیں ہیں کہ پارلیمنٹ کے ممبران خود قوانین پر غور و فکر کر کے قوانین کے اسلامی و غیر اسلامی ہونے کا جائزہ لے سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل جیسے ادارے کا قیام عمل میں آیا۔

---

[50]Constitution of the Islamic Republic of Pakistan,Article 228 ,clause 1-6

[51]Ibid,Article 229

نتائج:

i. اختیارات کے اعتبار سے صدر کا آئینی کردار محدود ہے۔ صدر کو حاصل زیادہ تر اختیارات وزیر اعظم، وفاقی کابینہ، صوبہ کے گورنر، چیف جسٹس پاکستان یا دیگر کسی اتھارٹی کے مشورہ سے مشروط ہیں۔ صدر کے عہدے کو دستخط کرنے کی حد تک محدود کر دیا گیا ہے، جس سے سربراہِ ریاست کا عہدہ کمزور ہو کر رہ گیا ہے۔

ii. صدر کی طرف سے معافی دینے کا اختیار غیر شرعی ہے۔

iii. صدر کو آئین کے آرٹیکل 248 کے تحت حاصل آئینی تحفظ غیر اسلامی ہے کیونکہ اسلام میں جرم کرنے پر مواخذہ کا اختیار عدلیہ کو بھی حاصل ہے، چاہیے وہ مواخذہ ملک کے سربراہ کا ہو، یا عام آدمی کا۔

سفارشات:

i. آئینِ پاکستان میں ترمیم کر کے صدر کا وزیر اعظم اور کابینہ کے مشورہ پر عمل کرنے کے ساتھ یہ شرط بھی رکھی جائے کہ وزیر اعظم اور اس کی کابینہ صدر کو یہ یقین دلائیں کہ جو قانون یا سمری منظوری کے لیے پیش کی جا رہی ہے، یہ ملکی و قومی مفاد کو مد نظر رکھ کر بنائی گئی ہے۔

ii. آئینی ترمیم کے ذریعے صدر کے معافی دینے کے اختیار کو ختم کیا جائے، کیونکہ یہ غیر شرعی ہے۔

iii. آئین کے آرٹیکل 248 کے تحت صدر کو حاصل آئینی تحفظ غیر شرعی ہے، اس آرٹیکل کو آئینی ترمیم کے ذریعے ختم کیا جائے۔

iv. صدر کی طرف سے عدالتِ عظمیٰ اور عدالتِ عالیہ کے ججز کی تقرری کے لیے یہ شرط بھی لازم کی جائے تمام ججز اسلامی تعلیمات کا خاطر خواہ علم رکھتے ہوں اور ان کی اسلامی تعلیمات میں قابلیت کا امتحان بھی لیا جانا چاہیے اور یہ بھی یقینی بنایا جائے کہ کوئی بھی ایسا جج منصب قضاء پر فائز نہ ہو جو فرقہ ورانہ سوچ کا حامل ہو۔